ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

ڈاکٹر صائمہ اقبال
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر پروین اختر کلو
ایسوسی ایٹ پروفیسر, شعبہ اردو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
شمائلہ مشتاق احمد
پی۔ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اردو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

مولانا ظفر علی خان کی نظم پر مذہبی اثرات

Dr.Saima Iqbal
Assistant Professor, Department Urdu, Govt College University Faisalabad.
Dr.Parveen Akhtar
Govt College University Faisalabad Associate Professor, Department Urdu.
Shumila Mushtaq Ahmad*
Doctoral Candidate, Department of Urdu Govt College University Faisalabad.

***Corresponding Author:**

Religious Influences on the Poetry of Maulana Zafar Ali Khan

Maulana Zafar Ali Khan was born on January 19, 1873 in Kot Meerut city of Wazirabad. He was also a poet, an editor and an active political the era of poetry is from the First World War to the sixties. Even after the partition, your poems published in the period are very strong with regard to religious tendencies. Maulana's unique identity in “Hymd” writing has been established till date. They started a new morning with new words of praise and fresh thoughts. Maulana Zafar Ali Khan's poetic efforts have been published in the form of

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلہ

"Baharistan" "Nigaristan" and "Chamistan". Maulana Zafar Ali Khan's poetry has three aspects. One side is political, the other is about feelings and emotions, and the third is the religious side of poetry. Some of his poems are filled with praise and worship of the Lord of the worlds, while some are an understanding of the phenomena of nature. Start of His "Kuliat" with the name of religion of Islaam and praise of Allah. This article presented religious influences on the poetry of Maulana Zafar Ali Khan.

Key Words: *Maulana Zafar Ali Khan, First World War, era of poetry, religious,tendencies,"Baharistan","Nigaristan"and"Chamistan".Religious influences, poetry.*

مذہب کے لغوی معنی ومفاہیم

لفظ "مذہب" عربی زبان کے لفظ "ذَھب" سے ماخوذ ہے۔فیروز اللغات کے مطابق اس لفظ کے اردو معانی کو یوں درج کیا گیا ہے:

> "مذہب،اصل عربی،اسمِ مذکر،اشتقاق "ذَھَب"،(لفظاً) گزرنا،جانے کی جگہ:(مجازاً) راستہ،راہ(کسی شخص یا گروہ کا) مسلک،آئین،طریق،عقیدہ،دھرم،دین،رائے، نظریہ"(۱)

اسی طرح " فرہنگِ آصفیہ " میں لفظ مذہب کے معانی و مفاہیم کو یوں بیان کیا گیا ہے:

"ع۔اسمِ مذکر۔(۱) جائے رفتن،راہ،راستہ،پنتھ،طریقہ،(۲) دین،دھرم،ایمان،آئین،عقیدہ (۳)ملت،کیش،مشرب،(۴) رائے،جیسے کسی دوا کی نسبت کہتے ہیں کہ اس میں حکمائے یونان کا یہ مذہب ہے۔"(۲)

"جامع علمی اردو لغت" میں مذہب کے معنی یوں بیان کیے گئے ہیں:

> "اسمِ مذکر،مادہ عربی،ذہب سے مشتق بمعنی ملمع کرنا،جمع مذاہب،راستہ،دین،پنتھ۔کیش، ملت"(۳)

"المعانی لکل رسم معانی" میں مذہب کے معنی ملاحظہ کیجئے:

> "(اسم)دین(ج)ادیانِ دیانۃ(ج)دیانات،ملۃ(ج)ملل،نظام(ج) نُظُم وانظمۃ۔"(۴)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17

ماخذ تحقیقی مجلہ

اسی طرح محمد نصیرالدین البانی نے "السلافی" میں جو مذہب کے لفظ کے بارے میں جو رائے قائم کی ہے ،اس کے مطابق مذہب کیEtymologyلاطینی الاصل ہے ،جس کے معنی "باندھنے کے لئے" ہوتے ہیں۔یعنی مذہب بنیادی طور پر اپنے ماننے والوں کو ایک بندھن میں باندھ دیتا ہے۔اسی طرح مشہور مستشرق عالم ولیم ایلفریڈ نے "Understanding the Religion" میں یہ دلیل دیتے ہیں کہ مذہب صرف ثقافت ہے اور مذہب صرف انسانی ثقافت کا ایک اہم پہلو ہے۔"مذہب"کے لغوی معنی عربی میں اہلِ زبان راستہ یا طریقہ کے کرتے ہیں۔

انگریزی زبان میں اس لفظ کے لیے"Religion" کا مترادف لفظ موجود ہے۔اگر دیکھا جائے تو مذہب کے اس انگریزی لفظ کے معانی راستہ کے بجائے امتناع یا پابندی کے ہیں۔انگریزی لغات میں Religion یعنی لفظ مذہب کی جو وضاحت ملتی ہے ،اس کی رو سے مذہب کسی مافوق البشری قوت کی اطاعت، عزت اور عبادت اور اسی کی عبودیت کے لیے اس ہستی کو واحد اور بااختیار تسلیم کرنے کا نام ہے جو انسان کے قلب کے ساتھ براہِ راست مضبوط روابط رکھتا ہے۔ایسی مختارِ کل قوت اور مطلق العنان ہستی کی پرستش اور اس کے احکامات کے مطابق عبادات اور زندگی گزارنے کا ایک مخصوص نظام مذہب کہلاتا ہے۔

یہ احساس روحانی اور جسمانی ہوتا ہے کہ ایسی لاوافنی و لازوال قوت جو مافوق الفطرت اور سبھی امور کی نگہبان ہو ،وہی انسان کی اور اس کائنات و ما فیہا کی خالق و مالک ہے۔وہی مختارِ کل ہے اور وہی خلاقِ عظیم ہستی ہے جو بے مثل و لا مثال ہے۔دوسری جانب ماہرین علمِ سماجیات جیسا کہ علامہ ابن ِخلدون کو دیکھا جائے تو ان کے مطابق مذہب کو ایک عمرانی و سماجی سچائی کے طور پر دیکھتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں کسی علاقے کے لوگوں نے اپنے روحانی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے جو ممانعتیں، پابندیاں، قواعد، ضوابط وغیرہ لگائے ہیں، یہ تمام امورِ دین کے زمرے میں آتے ہیں۔ یہ بہت آسان لگتا ہے، لیکن یہ اتنا آسان نہیں ہے. اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مذہب کسی ایک جہتی رجحان کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک مختلف اور پیچیدہ چیز ہے۔ جیسے ہی مذہب وجود میں آتا ہے، ہماری پہلی سوچ خدا کی طرف جاتی ہے کیونکہ مذہب ایک تاریخی واقعہ کے طور پر ہم سے پہلے ہے۔جوناتھن سمتھ ایک جگہ مذہب کی تعریف یوں کرتے ہیں:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلہ

"مذہب ایک رجحان یا انسانوں کے تجربات اور اظہار کی ایک ایسی خصوصیت کا نام ہے جو شاید کسی ثقافت یا کسی دوسرے کی شکل میں موجود ہو۔مذہب کے لئے کوئی ڈیٹا نہیں ہے۔یہ عالمِ دین کے تحقیقی مقاصد کے مقابلے میں اس کے تخیلاتی مقاصد کے مطابق تخلیق کیا جاتا ہے۔"(۵)

اس تعریف کے مطابق مذہب انسانی ثقافت کے وسیع ترکینوس کا جزو ہے جبکہ حقیقت اس کے برعکس نظر آتی ہے کیونکہ روئے زمین پر کوئی ایسی انسانی ثقافت نہیں ہے جو مذہب کے بطن سے برآمد نہ ہوئی ہو۔انسان نے جو اولین ہدایت حاصل کی تھی ،وہ مذہب کی دین تھی اور اس سے قبل اسے کسی قسم کی تہذیب یا ثقافت کا علم نہیں تھا۔یوں کہا جا سکتا ہے کہ روئے زمین پرجو سب سے پہلی ثقافت وجود میں آئی تھی ،وہ در اصل مذہب ہی نے تشکیل دی تھی۔ مذہب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ایک مافوق البشر ہستی جو قادرِ مطلق ہو ،اس پر ان دیکھے یقین رکھنا نہایت ضروری ہے۔یقین مذہب کا بنیادی ستون ہے جس پر اس کی پوری عمارت تعمیر کی جاتی ہے۔اگرانسان ان ہمہ قسم کی اشیاء پر یقین رکھتا ہے تو وہ مذہب کے دائرے میں آتا ہے اور اگر نہیں تو اس کے پاس کوئی مذہب نہیں۔مثال کے طور پر دیوتاؤں پر یقین، روحانی عقائد، یا اللہ تعالیٰ کی ذاتِ واحد اور قادرِ مطلق ہونے پر یقین ،مذہب کا بنیادی ستون ہے اور مذہبی ایقان میں جو چیزیں شامل ہو جائیں ،وہ"مقدس" کہلاتی ہیں۔

مذہب کا دائرۂ کار بہت وسیع ہے ،یہ عقائد کا ایک منظم اور فعال نظام ہوتا ہے جو ہر فرد کی سماجی زندگی، معاشرتی و عمرانی اور تمام معاملاتِ زیست کا احاطہ کرتے ہوئے ایک نظامِ حیات اور Code of Lifeیعنی ضابطہ ٔحیات وضع کرتا ہے۔یہ انسان کی زندگی کا فلسفہ ٔحیات بھی ہے اور فلسفہ ٔ روحانیات بھی ہے۔مختلف مذاہبِ عالم کے علماء نے مذہب کی اپنی اپنی تعاریف کی ہیں ،لیکن علمائے اسلام مذہب کی تعریف کے ساتھ ساتھ ایک اور لفظ " دین " کی تعریف کو بھی اسی دائرہ کار میں لاتے ہیں۔لفظی طور پر مذہب اور مذہب دونوں عربی زبان کے الفاظ ہیں۔اگرچہ اردو زبان میں مذہب اور مذہب دونوں کے ایک ہی معنی ہیں لیکن عربی میں مذہب کے معنی میں لفظ مذہب استعمال نہیں ہوتا۔عربی میں زندگی کے کسی خاص شعبے سے متعلق ہدایات،طریقہ کار یا طریقوں کو مذہب کہتے ہیں۔جس طرح فقہاء کی فقہی آراء کی روشنی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17

کو فقہی گروہوں میں تقسیم کیا گیا، انہیں فقہی مذاہب کا نام دیا گیا۔ اہلسنت کے امام اربعہ کی آراء کی بنیاد پر چار فقہی مذاہب وجود میں آئے۔ اہل سنت کے عقائد پر چلنے والے ہر مسلمان کا مذہب اسلام ہے، لیکن فقہی مذہب حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی ہو سکتا ہے۔

انسانیت کا وجود مذہب کے بغیر ممکن نہیں رہا لیکن یہ سچ ہے کہ کچھ لوگ زندگی بھر مذہب کے بغیر رہتے ہیں۔ انیسویں اور بیسویں صدیوں میں، شاید تاریخ میں پہلی بار، کچھ پورے ملک ملحد ہو گئے اور کچھ سیکولر ہو گئے۔ یہ بھی سچ ہے کہ کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ مذہب ہمیشہ کے لیے نہ رہے۔ آج، شاید دنیا کی پانچ فیصد آبادی ملحد ہے اور تقریباً دس فیصد کھلے عام اجناس پسند ہیں۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ نام مذہب کے غلط استعمال کی وجہ سے بہت سے مسائل اور مصائب نے جنم لیا ہے۔ لیکن اس حقیقت سے انکار بھی ناممکن ہے کہ اشتراکیت اور نازی ازم جیسے ملحدانہ نظریات پر مبنی نظام حکومت کی وجہ سے انسانیت کو شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ وہ بعض اوقات اپنے ملحدانہ نظریات کو بطور مذہب استعمال کرتا تھا۔ تاہم یہ حقیقت غیر متنازعہ ہے کہ بنی نوع انسان کی واضح اکثریت مذہب سے محبت کرتی ہے اور یہ ہمیشہ سے ایک ابدی رجحان رہا ہے۔ آج سات ارب لوگوں میں سے پچاسی فیصد یعنی سنہ ۲۰۱۶ کے مطابق ۱۴۳۶ ہجری، کسی نہ کسی مذہب کی پیروی کرتے ہیں۔ پچھلے کئی ہزار سال۔ تب سے اور آج بھی دنیا کے بڑے مذاہب عیسائیت اور اسلام ہیں۔ عیسائی دنیا کی آبادی کا ایک تہائی اور مسلمان ایک چوتھائی ہیں۔ ان دونوں مذاہب کے پیروکار دنیا کی ۵۵ فیصد آبادی پر مشتمل ہیں۔ پچھلے دو سو سالوں میں جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے ظہور کے باوجود مذہب ختم نہیں ہوا اور مذہب اب بھی تاریخ کی تشکیل میں ایک موثر اور فعال قوت ہے۔ اس حوالے سے مذہب کی تحقیق اور تاریخی پس منظر پر بات کرتے ہوئے شیر علی اختر لکھتا ہے :

> "اگر کسی مرحلہ پر انسانی تصور نظام مذہب کا مفروضہ قائم کر لے تو یہ لازم آئے گا کہ اس کی تحقیق یا تو منطقی بنیادوں پر کی جائے گی یا پھر تجرباتی بنیادوں پر۔ انفرادی حیثیت سے تجرباتی وقوع کا اکثر تجزیہ کیا گیا۔ معاشرتی نظام پر انہیں آزمایا گیا۔ اور علمی حیثیت سے اس کی منطقی بنیادوں کو پرکھا گیا۔ تقریباً ہر مذہب کے پیروکار اس ایک مشترکہ قدر پر متفق ہو گئے کہ کسی نہ کسی انداز سے ان کے عقیدہ اور مذہب نے انہیں مخصوص طرز زندگی کی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17

ماخذ تحقیقی مجلہ

طرف راغب کیااور وہ اسی مخصوص طرزِ زندگی کو اپنا کر اپنے لیے خوشیاں اور مسرتیں حاصل کر سکے۔"(۲)

مذہب انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ مذہب انسان کی فطری اور شدید ضرورت ہے اور یہ انسان کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ ایملی برانٹے اپنی نظم No Coward Soul is My میں یہ اعلان کرتی نظر آتی ہیں: "میری روح بزدل نہیں ہے۔ میں آسمان کی روشنیوں کو دیکھتا ہوں اور ایمان مجھے مضبوط کرتا ہے اور مجھے خوف کے خلاف ثابت قدم رکھتا ہے۔ کیونکہ مذہب زندگی کی حقیقت ہے۔ یہ تاریخ کا حصہ ہے اور چونکہ مستقبل قریب میں بھی اس کے معدوم ہونے کا امکان نہیں ہے، اس لیے انسان کے لیے مذہب کی حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے۔ ذیل میں ہم مذہب کے بارے میں اسلام کا نظریہ پیش کرتے ہیں جیسا کہ قرآن اور حدیث (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات) سے ماخوذ ہے۔ اسلام دنیا کا آخری بڑا مذہب ہے، لہٰذا ہر انسان کو، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، کو اسلام کے بارے میں صحیح طور پر مختصر علم ہونا چاہیے۔

لفظ "نظم" عربی زبان سے متعلق ہے جس کے لغوی معنی "پرونے" کے ہیں۔ یعنی کسی شے کو ایک لڑی میں پرو دینے کے عمل کو نظم کہا جاتا ہے۔ "المنجد" عربی لغت میں لفظ نظم "ملایا ہوا" یا "پرویا ہوا" کے معنوں میں آیا ہے۔ اسی طرح ایک اور عربی لغت "المعانی لکل رسم معنی" میں بھی اس لفظ کا یہی مفہوم دیا گیا ہے۔ اسی طرح دیگر اہلِ فن میں سے شمس الرحمٰن فاروقی نے بھی نظم سے مراد ایسی صنفِ سخن لی ہے جس میں ایک ترتیب اور معنوی تسلسل موجود ہو۔ نظم میں معنوی تسلسل اور ترتیب کا ہونا از حد ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر خیال کا تسلسل باقی نہیں رہ سکتا۔ اصطلاحی معنوں میں اگر نظم کے حوالے سے بات کی جائے تو شمس الرحمٰن فاروقی کی یہ رائے درست معلوم ہوتی ہے:

> "اب میں فی الحال یہ اصول قائم کرتا ہوں، ہر وہ منظوم تحریر جو غزل نہیں ہے وہ نظم ہے۔ یہاں میں نثری نظم کو بھی منظوم تحریر کی نوع میں رکھ رہا ہوں اور اگر کوئی ڈراما منظوم ہے یا اس کے کچھ حصے منظوم ہیں تو ان منظوم حصوں کی حد تک وہ ڈراما بھی نظم ہے۔ دوسرا اصول یہ ہو سکتا ہے کہ نظم وہ منظوم تحریر ہے جو غزل، قصیدہ، مرثیہ، مثنوی، رباعی، قطعہ، واسوخت، شہر آشوب، مسمط، ترکیب بند، ترجیع بند، مستزاد نہ ہو۔ یعنی نظم وہ منظوم تحریر ہے جس پر ان اقسام میں سے کسی ایک کا بھی حکم نہ لگایا جا سکے جو ہمارے یہاں عہد قدیم

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17

ماخذ تحقیقی مجلہ

سے رائج ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ ایسا ہے تو پھر محمد قلی قطب شاہ اور میر و نظیر کی ان تحریروں کا کیا بنیگا جنہیں موضوع کی بنا پر نظم کہتے آئے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان تمام شعرا کی کوئی منظوم تحریر ایسی نہیں ہے جسے مندرجہ بالا کسی بھی نوع (Category) میں نہ رکھا جاسکے۔"(۷)

نظم وہ تحریر ہے جو غزل، قصیدے، مثنوی اور رباعی وغیرہ کے دائرۂ فن سے باہر ہو اور اس طرح سے نظم کا اپنا ایک تشخص قائم ہوتا ہے اور اپنا ایک وزن بنتا ہے۔ اصطلاحِ شعر میں نظم سے مراد ایسی صنفِ سخن ہے جو ایک خیال یا مضمون کو تسلسل کے ساتھ پیش کرے۔ نظم آزاد بھی ہو سکتی ہے اور پابند بھی۔ نظم کی ایک سے زیادہ ہئیتیں ہو سکتی ہیں۔ نظم میں اشعار کی تعداد کی پابندی بالکل بھی نہیں ہے۔

مولانا ظفر علی خان

مولانا ظفر علی خان ۱۹ جنوری ۱۸۷۳ء میں کوٹ میرٹھ شہر وزیر آباد میں پیدا ہوئے وہ شاعر بھی تھے، مدیر بھی اور آزادی کی جدوجہد میں حصہ لینے والے ایک سرگرم سیاسی کارکن بھی۔ مولانا ظفر علی خان اپنے عہد کی عبقریت کا نام ہے۔ کمال کے عالم، ادیب، صحافی، کمال حوصلہ اور ایماندار سیاست دان تھے۔ وہ صحافی ابن صحافی تھے۔ مولانا ظفر علی خان نے اس دورِ پُرآشوب میں اپنا اخبار "زمیندار" نکالا اور انھوں نے ایک ایسی تحریکِ صحافت چلائی جس نے آگے چل کر پاکستان کے لیے بے لوث خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۳ء میں جب پنجاب حکومت نے "زمیندار" اخبار پر پابندی عائد کر کے بند کر دیا تو مولانا نے پنجاب حکومت پر عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ مولانا نے استقامت اور جرأت مندی کا مظاہرہ کیا اور مقدمہ جیت لیا۔ یوں انھوں نے عدلیہ کے ذریعے حکومت کو اپنے احکامات واپس لینے پر مجبور کر دیا۔ اس جیت کے بعد مولانا نے اللہ کا شکر ادا کیا اور ایک طویل نظم لکھی۔ جس کے ابتدائی اشعار قابلِ ملاحظہ ہیں۔ اس نظم کے اشعار میں مولانا کا مذہب کی طرف رجحان ملتا ہے:

یہ کل عرشِ اعظم سے تار آ گیا (۸)
زمیندار ہو گا نہ تاحشر بند
تری قدرت کاملہ کا یقین
مجھے میرے پروردگار آ گیا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17

ماخذ تحقیقی مجلہ

ان کا زمانہ شاعری پہلی جنگِ عظیم سے لے کر ساٹھ کی دہائی تک ہے۔ اس دور ان میں تقسیم کے بعد بھی ان کی جو نظمیں شائع ہوئیں، ان میں مذہبی رجحانات بہت قوی ہیں۔ ان کی حمد نگاری میں بے مثل شناخت آج تک قائم ہے۔ انھوں نے حمد باری تعالیٰ میں نئے اندازِ بیان اور فکر وخیال کی تازگی سے ایک نئی صبح کا آغاز کیا۔ ان کے اشعار زبانِ زدعام وخاص ہیں۔ اور دیگر متفرق اشعار ملاحظہ فرمائیں:

عصر تیری عطاؤں پر نہیں پڑتا خطاؤں کا
جسے پیدا کیا اس کو دیا ہے آب و ناں تو نے (۹)

مجال چون و چرا کی تیری حضور میں
نہیں کسی کو وہ جاہل ہو یا کہ ہو غلام (۱۰)

ہم کو دیا ہے پیغامِ عرب نے ایک خدا اور ایک رسول
اب نہیں ایسی کوئی دعا جو آتے ہی لب پر ہو نہ قبول (۱۱)

یہ مولانا کی نظموں کے منفرد اشعار ہیں۔ ان اشعار میں مذہب اسلام کا رنگ بڑا نمایاں طور پر موجود ہے۔ مولانا نے ذاتِ باری تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے اس کی بے کراں رحمت کی طرف اشارہ کیا ہے:

میرے کس کام میری دانش مشکل کشا آئی
علم بردار حق ، بن کے سپہ سالار دیں ہو کر (۱۲)

پھر لگا یارب میرے دل میں وہ اگلی سی لگن
میرے سر کو جذبۂ توحید سے سرشار کر (۱۳)

وہ اٹھا خاک بطحا سے سعادت کا امیں ہو کر
علم بردار حق، بن کے سپہ سالار دیں ہو کر (۱۴)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلہ

لائے براق جبرئیل کس لیے اس کے واسطے
ہوتی تھی جس کی رات گنبد عرش پہ نماز (۱۵)

حسین ابن علیؓ نے کی ہے قائم اک مثال ایسی
کہ تقلید اس کی تقدیر حیاتِ جاودانی سے (۱۶)

اسی طرح ان اشعار میں بھی مولانا ظفر علی خاں نے مذہبی موضوعات کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جذبہ ٔتوحید اور جذبہ ٔعشق رسولؐ ان اشعار کا بنیادی موضوع ہے۔ مولانا کی نظموں میں اسی قبیل کے بہت سے اشعار ملتے ہیں۔ جن میں توحید ورسالت کو خصوصی طور پر موضوع سخن بنایا جاتا ہے۔

صدیقؓ ہوئے تصدیق میں ہم فاروقؓ بنے تفریق میں ہم
ایماں طلبی میں بوذر ہیں خیبر شکنی میں صفدر ہیں (۱۷)

خدا اپنے بندوں سے غافل نہیں ہے
نہ بھولا جو تجھ کو نہ بھول اس کو تو بھی (۱۸)

اے سرنگا پٹم اے گنجِ شہیدانِ کرام
آخری وقت میں اسلام کی غیرت کی نمود (۱۹)

نُورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا (۲۰)

آخری شعر میں اسلام کی جاہ وسطوت اور قوت کے حوالے سے لافانی ہے اور لازوال طاقت کے سرچشمے کے اظہار کا نمائندہ بن کر پڑھا جاتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلہ

مولانا ظفر علی خان کی شاعرانہ کاوشیں بہارستان، نگارستان اور چمنستان کی شکل میں چھپ چکی ہیں۔ ان کی مشہور کتب میں "معرکہ مذہب و سائنس"، "غلبہ روم"، "سیر ظلمت" اور "جنگِ روس و جاپان" شامل ہے۔ مولانا ظفر علی خان کی شاعری کے تین رُخ اور تین پہلو ہیں۔ ایک پہلو ان کی شاعری کا سیاسی ہے، دوسرا جذبات و احساسات کا ہے اور تیسرا پہلو ان کی شاعری کا مذہبی پہلو ہے۔ مولانا کی شاعری کا مذہبی پہلو سب سے زیادہ حاوی ہے۔ "بہارستان"، "نگارستان"، "چمنستان"، "حبسیات" اور "ارمغانِ قادیاں" ان کے مجموعہ ہائے کلام ہیں۔ ان کی نظمیں رب العالمین کی حمد و ثنا سے کہیں معمور ہیں تو کہیں مظاہر فطرت کی تفہیم ہے اس کی ذات اور صفات کو بیان کیا گیا ہے۔ ان کی کلیات کا آغاز مذہب اسلام سے اللہ تعالی کی تعریف سے ہوتا ہے:

بنائے اپنی حکمت سے زمین و آسماں تُو نے
دکھائے اپنی قدرت کے ہمیں کیا کیا نشاں تُو نے
تری صنعت کے سانچے میں ڈھلا ہے پیکر ہستی
سمویا اپنے ہاتھوں سے مزاج جسم و جاں تُو نے
نہیں موقوف خلاقی تری اس ایک دنیا پر
کیے ہیں ایسے سینکڑوں پیدا جہاں تُو نے
ترے ادراک میں ہے عقل حیراں اور سرگرداں
ہمیں چکر میں ڈالا بخش کر وہم و گماں تُو نے
بہارِ عارضِ گُل سے لگا کر آگ گلشن میں
طیور صبح خواں کو کر دیا آتشِ بجاں تُو نے
جوانی میں جسے بخشی دل آرائی و رعنائی!
بڑھاپے میں اسی عارض پہ ڈالیں جھریاں تُو نے (۲۱)

مولانا ظفر علی خان نے اپنی نظموں میں مذہب اسلام کو خصوصی طور پر بیان کیا ہے اور حمد اور نعت کی موضوعاتی سرحدوں کو بہت زیادہ وسیع کر دیا ہے اور اسے جدید شاعری کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا ہے۔ ان کی نظموں میں قرآنی تلمیحات اور قرآنی آیات اور احادیث کے مختلف الجہت حوالے ملتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ اشعار ملاحظہ کیجیے:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلہ

مجھ کو بتا دو کوئی خدارا قطرہ کجا اور بحر کُجا
کب یہ ہے اور کیونکر یہ ہے ، ممکن ہے بندے ہو خدا کا حلول
جس نے ہوا لکل اس کو بتایا اس سے خدا بیزار ہوا
ان اللہ غنی عنکم امر اللہ ھوالمفعول (۲۲)

مولانا ظفر علی خان ایک سچے اور کھرے مسلمان تھے۔ انھوں نے ساری زندگی اسلام اور مسلمانوں سے وفا کی۔ مولانا کی نظموں میں جذبہ عشق رسولؐ ہے مگر جو خصوصیت ان کی اسلامی مذہبی شاعری کو معاصر نعت نگاروں سے منفرد ٹھہراتی ہے وہ ان کا قومی وسیاسی شعور ہے۔ اس نظم کا موضوع خالصتاً مذہبی ہے۔ مولانا نے مذہبِ اسلام کے طلوع ہونے کے بعد کفر و شرک کے بتوں کے انہدام اور جہانِ رنگ و بو میں توحید کی خوشبو کے پھیل جانے کا موضوع اپنایا ہے۔

اے کہ تیرا جمال ہے زینتِ محفلِ حیات
دونوں جہاں کی رونقیں ہیں تیرے حسن کی زکوٰۃ
چہرہ کشا کرم ترا قاف سے تابہ قیرواں
لطف ترا کرشمہ سنج کعبہ سے تابہ سومنات
تیرے سلام کے لیے گلشن قدس کے طیور
گھوم رہے ہیں ڈال ڈال جھوم رہے ہیں پات پات
دیکھتے ہی ترا جلال کفر کی صف الٹ گئی
جھک گئی گردن ، ہُبل ٹوٹ گیا طلسم لات
آنکھ کے اک اشارے سے تو نے معاً بدل دیے
ذہن کے سب تصورات قلب کے سب تاثرات
کیا ہی وہ انقلاب تھا ڈھل گئے جس میں ایک ساتھ
لزبن و پیرس و دمشق پیکن و دہلی و ہرات
شان خدائے پاک تھی یثربیوں کی سادگی
جس پہ نثار ہو گئے سب عجمی تعلقات

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلہ

تیری ثنا میں تر زباں ہو گیا جو مری طرح
اس کے قلم میں آ گئی شان روانیٔ فرات (۲۳)

مولانا ظفر علی خان مذہبی کلام میں ہندی مسلمانوں کی کسمپرسی، بدحالی اور زوال کو بھی بیان کرتے ہیں۔ ان کی مذہبی نظمیں زیادہ تر ایسی ہی عظیم الشان روایات کی حامل ہیں۔ ان نظموں میں مذہبی روح کو پوری گہرائی اور گیرائی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اس طرح کی ایک اور نظم ”رحمت اللعالمیں“ کے عنوان سے ملاحظہ کیجیے:

وہ اٹھا خاک بطحا سے سعادت کا امیں ہو کر
علم بردار حق بن سپہ سالار دیں ہو کر
عرب کے واسطے رحمت عجم کے واسطے رحمت
وہ آیا لیکن رحمت اللعالمین ہو کر
خدا نے اس کو اپنے حسن کے سانچے میں ڈھالا ہے
چھنا ہے اس کا پرتو نور صبح اولیں ہو کر (۲۴)

مولانا ظفر علی خان کی نظموں میں دعاؤں اور التجاؤں کا سلسلہ ہے جو ان کی مذہبی روح کو اور زیادہ سرفراز کرتا ہے اور ان کی معنوی قدر و قیمت میں اضافہ کرتا ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مولانا ظفر علی خان نے اپنی نظموں میں امتِ مسلمہ کے مسائل کو سامنے رکھا ہے۔

جاگ او یثرب کے میٹھی نیند کے ماتے کے آج
لُٹ رہا ہے آنکھوں آنکھوں میں تیری امت کا راج
ہم ہیں ننگے سر اٹھا اے شانِ عرب آن عجم
اور پہنا دے ہمیں پھر سطوت کبریٰ کا تاج
تشنہ کامان خلافت کو خود اپنے ہاتھ سے
بھر کے وہ ساغر پلا ہے انگبیں جس کا مزاج
اب دوا سے کچھ کام چلتا نہیں بیمار کا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلہ

اب تو ہے تیری دعا ہی تیری امت کا علاج[۲۵]

مولانا نے اپنی نظموں میں مذہبی رجحانات کی عکاسی کی ہے اور امت مسلمہ کے زوال کے لیے اپنے کرب کا اظہار بھی کیا ہے۔ ان کی نظموں میں جس طرح مذہبی موضوعات ہیں، بالکل اسی طرح سے ان میں طرابلس پر اٹلی کا حملہ تحریک خلافت تحریک عدم تعاون تحریک ہجرت، شدھی اور سنگھٹن تحریکوں کے سلسلے میں رونما ہونے والے مسلم کش فسادات اور متعدد ایسی معاصر سیاسی قومی تحریکوں کے اثرات ملتے ہیں جن سے اس وقت کے مسلمان بالعموم اور ہندی مسلمان بالخصوص کسی نہ کسی طور پر منسلک رہے ہیں۔ مولانا ظفر علی خان کی مذہبی شاعری کی ایک خصوصیت تعلیماتِ نبوی کا بیان ہے۔ انہوں نے میلا د ناموں کی فضا کے برعکس نعت کو اصلاح اور تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔

انہوں نے پژمردہ اور مغلوب مسلمانوں کے اندر ایمان کی حرارت اور سعی و عمل کا صور پھونکنے کے لیے اپنی مذہبی شاعری سے ایک تحریک کا کام لیا۔ لیکن انہوں نے مروّجہ نعتیہ اسلوب سے دامن بچاتے ہوئے اپنا الگ انداز اپنایا ہے۔ ان کے ہاں مذہبی جذبات کی شدت اور عصری شعور ایک خاص امتزاج کے ساتھ نمایاں ہوتے ہیں۔ یہ اشعار موضوع اسلام کے نظریہ ہدایت اور سلسلۂ ہدایت سے متعلق ہے:

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمؐ ہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمؐ ہی تو ہو
جلتے ہیں جبرئیلؑ کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمؐ ہی تو ہو
پھوٹا جو سینۂ شب تار الست سے
اس نور اولیں کا اجالا تمؐ ہی تو ہو[۲۶]

مولانا نے اسلام کے عروج وزوال کو موضوع بناتے ہوئے مسلمانوں کی توجہ ان وجوہ کی طرف مبذول کرائی ہے جن کی وجہ سے اسلام کو عروج ملا۔ مولانا ظفر علی خان نے مذہبِ اسلام کے بنیادی تصور یعنی جہاد کو بھی اپنی نظموں کو موضوع بنایا ہے۔ ذیل کے اشعار اسی تناظر میں دیکھیے:

غیر کے محکوم ہونے سے کہیں اچھی ہے موت
تف ہے ایسی زندگی پر جو غلامی میں کٹے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17

ماخذ تحقیقی مجلہ

قدح ثامی شغل جلوت ہی سہی لیکن یہ کیا
جتنی خلوت کی ہو مہلت مدح ثامی میں کٹے
جب تک آزاد نہ ہو گی ، ہم نہ ہوں گے شاد کام
دیکھیے یہ عمر کب تک تلخ کامی میں کٹے(۲۷)

اسلام کی بنیاد چونکہ نماز، روزے حج، زکوۃ اور جہاد پر مبنی ہے۔ انھی چیزوں سے اسلام کی تکمیل ہوتی ہے اور ایمان بغیر نماز اور زکوۃ کے مکمل نہیں ہوتا۔ تکمیل ایمان نظم میں مولانا ظفر علی خان نے ایمان کامل اور مسلمان ہونے کا معیار قائم کر دیا ہے۔ مولانا ظفر علی خاں کی نظموں میں تاریخ اسلام اور مذہب اسلام کے بنیادی تصورات اور اسلامی روایات کے احیاء کو بھی اس طرح سے موضوع بنایا ہے:

زکوۃ اچھی حج اچھا روزہ اچھا اور نماز اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا
دل ان کے خوفِ غیراللہ سے خالی نہ ہوں جب تک
مسلمانوں کی آزادی کا ساماں ہو نہیں سکتا
وہ ہو گا اور ہی کوئی جو رکھتا ہو لگی لپٹی
میں اپنی صاف گوئی پر پشیماں ہو نہیں سکتا(۲۸)

لا الہ اللہ انسان کو ہر خوف سے آزاد کر دیتا ہے اور اسے دنیا کی تمام طاغوتی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانے کا عزم اور حوصلہ عطا کرتا ہے۔ انسان اپنے رب کے سوا کسی کے سامنے نہیں جھکتا۔ یہی کلمہ قوموں کو آزادی عطا کرتا ہے اور مسلمانوں میں اسی کلمہ حق کی وجہ سے شاہین کی روح بیدار ہوتی ہے۔ پھر صاف گوئی اور حق کا ساتھ دینے کی جو تعلیم اسلام نے دی ہے۔ اس کی نمائندگی بھی مندرجہ بالا شعر میں کی گئی ہے۔ من حیث المجموع مولانا ظفر علی خان کی نظمیہ شاعری پر مذہب اسلام کے اثرات بہت قوی ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلہ

اردو ادب میں تقدیسی و مذہبی شاعری کی روایت نہایت وقیع اور زرخیز ہے۔ بہت بڑے بڑے مذہبی شعرا گزرے ہیں جنھوں نے مذہبی شاعری کو صحیح معنوں میں ایک نئی فکری اقلیم میں لا کھڑا کیا جو فنی و فکری اعتبار سے اپنا وجود رکھتی ہے۔

مولانا ظفر علی خاں نے یہودیت مذہب کے تہوار "سالِ نو" پر نظم "سالِ نو کا ہنگامہ" پیش کیا، جس میں مذاہبِ عالم کے اثرات دِکھائی دیتے ہیں۔

برطانیہ کی جھڑ گئی ہندوستان سے جھنگ
حالانکہ اس سے جنگ ہے سلامے جہاں سے جنگ
گیتا سے اور گرنتھ سے زور آزمائیاں
قرآں کی آیتوں کے متون گراں سے جنگ
ارجن کے اور بھیم کے گھر سے مقابلہ
پھر خاندان سرور کون و مکاں سے جنگ (۲۹)

نظم کا عنوان "سالِ نو کا ہنگامہ "یہودیت مذہب کا تہوار ہے جو کے نئے سال کے پہلے دن منایا جاتا ہے۔ اس کے بعد نظم میں گیتا کا ذِکر ہے جو کہ ہندو مذہب میں وہ عظیم شعری مجموعہ جس کو ہندوستانی تاریخ میں پانچویں وید کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ س کی چھٹی کتاب کے اٹھارہ ابواب یعنی ۲۳ویں باب سے لے کر ۵۰ باب تک کا خاص حصہ بھگوت گیتا کہلاتا ہے۔ ہندو مذہب میں ویدوں کے متعلق تین قسم کے گرنتھ وجود میں آئے:

۱۔ براہمن گرنتھ ۲۔ آرینک گرنتھ ۳۔ اپنشد گرنتھ

براہمن گرنتھ ان لوگوں کے لیے جو خانگی زندگی بسر کریں۔ آرینگ گرنتھ جنگلوں میں بودوباش اختیار کرنے والوں کے لیے وجود میں آئے۔ اپنشد ان لوگوں کے لیے جو سنیاسی کے ساتھ اپنا سفر زندگی شروع کریں مذہب اسلام کے قرآن کی آیتوں کا ذِکر بھی اس نظم میں موجود ہے۔

حوالہ جات

۱۔ فیروز اللغات جامع اردو، مرتبہ مولوی فیروزالدین، لاہور: فیروز سنز، پبلشرز ۲۰۱۷ء، ص ۴۵۴
۲۔ فرہنگِ آصفیہ، جلد سوم، مرتبہ مولوی سید احمد دہلوی، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو ۱۹۹۰ء، ص ۲۰۷۳

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلہ

۳۔ جامع علمی اردو لغت ،مرتبہ وارث ہندی ،لاہور:علمی کتاب خانہ ۲۰۱۴ء ،ص۵۳۴

۴۔ المعانی لکل رسم معانی ،کراچی :مکتبہ اسلامیہ۱۹۹۸ء ،ص۵۸۷

۵۔ جوناتھن سمتھ ،مذہب کا ڈسکورس ،مترجم یحیٰی ،لاہور :الحمد پبلشرز۲۰۱۸ء ،ص۳۴

۶۔ شیر علی اختر ،مذہب ،فلسفہ اور کائنات ،کراچی :ویلکم بک پورٹ ،لمیٹڈ۲۰۰۴ء ،ص۵۶

۷۔ شمس الرحمٰن فاروقی،تنقیدی افکار،لاہور:کاروانِ ادب،۲۰۱۴ء،ص۲۴

۸۔ ظفر علی خاں،مولانا،کلیاتِ مولانا ظفر علی خاں،لاہور:الفیصل ناشران،۲۰۱۱ء،ص۲۴۴

۹۔ ایضاً،ص۳۵۵

۱۰۔ ایضاً،ص۱۷۲

۱۱۔ ایضاً،ص۱۷۸

۱۲۔ ایضاً،ص۱۴۹

۱۳۔ ایضاً،ص۱۹۰

۱۴۔ ایضاً،ص۳۸۰

۱۵۔ ایضاً،ص۱۷۸

۱۶۔ ایضاً،ص۱۱۱

۱۷۔ ایضاً،ص۳۲۱

۱۸۔ ایضاً،ص۱۲۲

۱۹۔ ایضاً،ص۳۳۳

۲۰۔ ایضاً،ص۲۸۸

۲۱۔ ایضاً،ص۳

۲۲۔ ایضاً،ص۱۱

۲۳۔ ایضاً،ص۲۱

۲۴۔ ایضاً،ص۲۴

۲۵۔ ایضاً،ص۲۶۵

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-17

۲۶۔ ایضاً، ص ۱۳۳

۲۷۔ ایضاً، ص ۲۸۱

۲۸۔ ایضاً، ص ۱۴۹

۲۹۔ ایضاً، ص ۱۵۰